رُوئیداد جلسۂ عید اضحیٰ

حضرت اقدس کی خواہش

حضرت اقدس امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دلی آرزو اور تمنا رہتی ہے کہ ہمارے احباب کو یہاں دارالامان میں بار بار آنے کا موقع ملے۔ اور اس طرح پر یہاں رہ کر ہر ایک شخص کو اپنے تزکیۂ نفس اور تصفیہ باطنی اور تجلیہ روح کے لئے عملی ہدایتیں مل سکیں۔ اس غرض کے پورا کرنے کے لئے آپ نے سال میں تین جلسے مقرر کر رکھے ہیں عیدین اور بڑے دن کی تعطیلوں میں۔ اس کے علاوہ بھی بعض امور مہمہ دین کی خاطر حسب ضرورت جلسے کئے جاتے ہیں۔ مگر یہ جلسہ جس کی روئیداد ہم لکھنے کو ہیں ان معمولی جلسوں میں سے ایک جلسہ ہے جو ہر سال عید اضحیٰ کی تقریب پر ہوتا ہے۔

جلسہ کی اطلاع

یوں تو پہلے ہی سے سب احباب کو معلوم ہے کہ عید اضحیٰ پر جلسہ ہوتا ہے اور اس کی اطلاع کسی مطبوعہ اشتہار کے ذریعہ سے نہیں دی جاتی مگر ہمارے محسن مخدوم مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی جنہوں نے ایک عرصہ دراز سے حضرت امام کی صحبت میں رہنا اپنے لئے لازم کر لیا ہے اور اس صحبت سے قابل رشک فائدہ اٹھایا ہے اپنے کامل ایمان کی وجہ سے ہمیشہ دوستوں کو دارالامان میں آنے اور رہنے کی تاکید بجائے خود کرتے رہتے ہیں اور اس لحاظ سے کہ مومن کامل تب ہوتا ہے جب کہ اپنے بھائی کے لئے بھی وہی پسند کرے جو اپنے لئے چاہتا ہے مولانا موصوف کی ہمیشہ یہ آرزو رہتی ہے کہ لوگ آکر وہ دیکھیں جو انہوں نے دیکھا ہے اور وہ حاصل کریں جو انہوں نے حاصل کیا ہے اس لئے اس موقعہ پر بھی اسی ایمانی جوش کے اقتضا سے انہوں نے اپنے ہر ایک شہر کے دوستوں کو متواتر خطوط کے ذریعہ مختلف مؤثر پیرایوں میں اس جلسہ پر آنے کی تحریک اور ترغیب دی۔ گویا اس سارے مجمع کی جو اس تقریب پر ہوا بلانے والے حضرت مولانا موصوف ہی تھے اور آپ کے خطوط ہی اطلاع نامہ تھے۔

مہمانوں کی آمد

۱۰ اپریل ہی سے مہمانوں کی آمد شروع ہو گئی۔ اس موقعہ پر سب سے زیادہ دوست سیالکوٹ سے تشریف لائے۔ اور اس سے پیشتر کبھی اسقدر دوست سیالکوٹ سے نہ آئے تھے چنانچہ انکی ایک ریزرو گاڑی بٹالہ تک پہونچی تھی۔ بہرحال امرتسر بٹالہ۔ لاہور وزیر آباد۔ سیالکوٹ۔ جموں۔ پشاور۔ گجرات۔ جہلم۔ راولپنڈی کپورتھلہ۔ لودھیانہ۔ پٹیالہ۔ بمبئی

نیوگ کرنے کی پاک تعلیم دیں۔ مگر ہمارے نزدیک یہ کارروائی آریہ قوم کے لئے ایک بدنما داغ ہے اس لئے ہم نہیں چاہتے کہ اس قسم کے کام کھلے بندوں کئے جاویں ہمارے یہاں قادیان میں بھی غالباً ایسے آریہ ہوں گے جنکے یہاں اولاد نہ ہوتی ہوگی اور ہم یہ گمان تو کر ہی نہیں سکتے کہ ویدک آگیا پالن کرنے کے واسطے وہ ہر وقت طیار نہ ہوں مگر ہم ایسے تمام لوگوں کو یہ نیک مشورہ دیتے ہیں کہ وہ ہرگز ہرگز اس نیوگی کے اشتہار پر کاربند ہو کر اپنی عزت و آبرو نہ ڈبوئیں۔ اور بچہ لیتے لیتے کہیں استری صاحبہ کو بھی نہ رو بیٹھیں۔ اور آریہ سماج کو بھی چاہئے کہ آیندہ ایسے اشتہاروں کی اشاعت روک دے۔ ہاں یہ ہم اسکو کہنا نہیں چاہتے کہ وہ نیوگ نہ کریں گو ہمارے نزدیک یہ بہت ہی گندہ مسئلہ ہے لیکن ہم اُن کے مذہبی عقائد میں دخل دینا نہیں چاہتے اگر وہ اس کے عاشق زار ہی ہیں تو خفیہ طور پر جیسا پہلے سے انمیں سلسلہ جاری ہے کیا کریں خدا کے لئے اسطرح علانیہ اس سلسلہ کو جاری نہ کریں ورنہ تمہاری قوم پر سخت بدنما داغ پیدا ہوں گے اس لئے جو آریہ اپنے ننگ و ناموس کی کوئی قدر و قیمت سمجھتے ہیں لیکن بے اولاد بھی ہیں وہ ہرگز ہرگز اس نیوگی مشتہر سے خط و کتابت نہ کریں ورنہ زر دادن درد سر خریدن والا معاملہ ہوگا۔ مفت کی جگ ہنسائی ہوگی۔ اس ہوشیار مشتہر کی چالاکی تو دیکھو کہ کوئی یہ نہ کہے کہ تم اپنی بیوی کو نیوگ کراؤ اسکو بیمار لکھدیا ہے جس سے صاف پایا جاتا ہے کہ اُسکی نیت بخیر نہیں ہے اس لئے ہرگز ہرگز ایسے لچر اشتہاروں کی پروا نہ کی جاوے۔ نیوگ کے لئے خط و کتابت کرنے کے بجائے بہتر ہے کہ کسی تجربہ کار طبیب سے خط و کتابت کرکے اپنا علاج کرائیں اگر کوئی آریہ ایسا ہی بے صبر ہو کہ اُسے نیوگ ہی پسند ہو تو وہ جانے اُسکا کام ہم پھر کہے دیتے ہیں کہ اس بےحیائی سے بدنامی بہت ہوگی ہم امید کرتے ہیں کہ آریہ سماج ہمارے اس نیک مشورہ پر کاربند ہونے کی کوشش کرے گی اور آریہ گزٹ کے لائق ایڈیٹران آئندہ ایسے اشتہارات کے اندراج سے اخبار کی وقعت نہ کھوئیں گے۔ اور اگر نیوگ پر عمل کرنا ایسا ہی اُن کو پیارا ہے اور عزیز ہے تو وہ سماج وار چند ایسے لوگ خفیہ طور پر مخصوص کر رکھیں جنکا سماجی بھائیوں کے سوا دوسرے کو علم نہ ہو مگر بہتر اور مناسب یہی ہے کہ بہت ہی مخفی طور پر جیسے اپنے گھروں میں پہلے سے وید یا نستی والے نیوگ کر لیتے ہیں کر لیا کریں اور کسی کو کانوں کان خبر نہ ہو اگرچہ ہم نے محض نیک نیتی سے یہ مشورہ دیا ہے اور اُمید ہے کہ آریہ سماج اسپر عمل کرنے کی کوشش کرے گی۔

نصیحت گفتمت بشنو و بہانہ مگیر
کہ ہرچہ ناصح مشفق بگویدت بپذیر

دو انگریزوں کا قتل
اور
حضرت اقدس

علاقہ پشاور میں ان دنوں کسی سفاک پٹھان نے دو بے گناہ انگریزوں کو قتل کر دیا ہے اسپر حضرت اقدس نے ایک مجمع میں فرمایا یہ جو دو انگریزوں کو مار دیا ہے یہ کیا جہاد کیا ہے؟ ایسے نابکار لوگوں نے اسلام کو بدنام کر رکھا ہے چاہیئے تو یہ تھا کہ ان لوگوں کی ایسی خدمت کرتا اور ایسے عمدہ طور پر ان سے برتاؤ کرتا کہ وہ اُسکے اخلاق اور حسن سلوک کو دیکھکر مسلمان ہو جاتے۔ مومن کا کام تو یہ ہے کہ اپنی نفسانیت کو کچل ڈالے۔ لکھا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالے عنہ ایک کافر سے لڑے حضرت علی نے اُسکو نیچے گرا لیا اور اُسکا پیٹ چاک کرنے کو تھے کہ اُسنے حضرت علی پر تھوکا حضرت علی یہ دیکھ کر اُس کے سینہ پر سے اُتر آئے وہ کافر حیران ہوا اور پوچھا کہ اے علی! یہ کیا بات ہے آپ نے فرمایا کہ میرا جنگ تیرے ساتھ خدا کے واسطے تھا لیکن جب کہ تو نے میرے منہ پر تھوکا تو میرے نفس کا بھی کچھ حصہ مل گیا اس لئے میں نے تجھے چھوڑ دیا حضرت علی کے اس فعل کا اُسپر بہت بڑا اثر پڑا۔ میں جب کبھی ان لوگوں کی بابت ایسی خبریں سنتا ہوں تو مجھے سخت رنج ہوتا ہے۔ کہ یہ لوگ قرآن کریم سے بہت دور جا پڑے ہیں اور بے گناہ انسانوں کا قتل ثواب کا موجب سمجھتے ہیں۔

بعض مولوی مجھے اسلئے دجال کہتے ہیں کہ میں انگریزوں کے ساتھ محاربہ جائز نہیں رکھتا۔ مگر مجھے سخت افسوس ہے کہ یہ لوگ مولوی کہلا کر اسلام کو بدنام کر رہے ہیں کوئی ان سے پوچھے کہ انگریزوں نے تمہارے ساتھ کیا برائی کی ہے اور کیا دکھ دیا ہے شرم کی بات ہے کہ وہ قوم جس کے آنے سے ہم کو ہر قسم کی راحت اور آرام ملا جسنے آکر ہمکو سکھوں کے خونخوار پنجہ سے نجات دی۔ اور ہمارے مذہب کی اشاعت کیلئے

ہر قسم کے موقع اور سہولتیں دیں اُس کے احسان کا یہ شکریہ ہے کہ بے گناہ انگریزی افسروں کو قتل کر دیا جاوے ۔ میں تو صاف طور پر کہتا ہوں کہ وہ لوگ جو خون ناحق سے نہیں ڈرتے اور محسن کے حقوق ادا نہیں کرتے وہ خدا تعالیٰ کے حضور سخت جواب دہ ہیں ۔

ان مولویوں کا فرض ہونا چاہئے کہ وہ اپنے جمہوری اتفاق سے اس مسئلہ کو اچھی طرح شائع کریں اور ناواقف اور جاہل لوگوں کو فہمائش کریں کہ گورنمنٹ برطانیہ کے زیر سایہ وہ امن آزادی کی زندگی بسر کرتے ہیں اور اس کے عطیات سے ممنون منت اور مرہون احسان ہیں ۔ اور یہ

مبارک سلطنت نیکی اور ہدایت پھیلانے میں کامل مدد گار ہے پس اس کے خلاف محاربہ کے خیالات رکھنے سخت **بغاوت** ہے اور یہ **قطعی حرام** ہے

وہ اپنے قلم اور زبان سے جاہلوں کو سمجھائیں اور اپنے دین کو بدنام کرکے دنیا کو ناحق کا ضرر نہ پہونچائیں ہم تو گورنمنٹ برطانیہ کو آسمانی برکت سمجھتے ہیں ۔ اور اس کی قدر کرنا اپنا فرض ۔

افسوس ہے مولویوں نے خود تو اس کام کو کیا نہیں اور ہم نے جب ان جاہلانہ خیالات کو دلوں سے مٹانا چاہا تو ہمکو **دجال** کہا صرف اس واسطہ کہ ہم محسن گورنمنٹ کے شکر گذار ہیں مگر ان کی مخالفت ہمارا کیا بگاڑ سکتی تھی ہم نے بیسیوں رسالے اس مضمون کے عربی فارسی اردو انگریزی میں شائع کئے اور ہزاروں اشتہار مختلف بلاد و امصار میں تقسیم کر دئے ہیں اس لئے نہیں کہ گورنمنٹ سے ہم کوئی عزت چاہتے ہیں بلکہ خدا تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ ہم اس کام کو اپنا ضروری فرض سمجھتے ہیں اور اگر ہم کو اس خدمت کے بجا لانے میں تکلیف بھی ہو تو ہم پرواہ نہیں کرتے کیونکہ خدا نے فرمایا ہے کہ احسان کی جزا احسان ہے پس پوری اطاعت اور وفاداری گورنمنٹ برطانیہ کی مسلمانوں کا فرض ہے ۔

اسمار مبائعین
حضرت امام علیہ السلام

مہارا ۔ لبتی دریام ضلع جھنگ
بختاور ؍ ؍ ؍
قطب الدین ۔ اسکندریہ ۔ گجرات
مولوی عظیم اللہ صاحب ۔ نابھہ ریاست
حکیم ابراہیم شاہ ؍ بینگس ۔ انبالہ
محمد علی بخش صاحب نابھہ
عبد الرحیم صاحب ؍
نور محمد صاحب چک لوہٹ ۔ لدہانہ
مرزا اسمٰعیل صاحب ۔ لائل پور
سلطان حامد صاحب ۔ تتالپور ۔ ملتان
رمضان الدین صاحب ؍ ؍
غلام حسن ؍ گھگھروالہ ؍
مولوی غلام محمد سرائے سدھو ؍
میاں اللہ بخش ۔ ملتان پاک دروازہ
محمد منیر ہیڈ ماسٹر ۔ غوطہ
شہاب الدین صاحب ۔ ٹہیر والی ۔ سیالکوٹ
فیض احمد صاحب ۔ سیالکوٹ
شیخ رمضان ۔ کشمیر
غلام رسول عرف رسل بٹ ۔ کشمیر
کھیما ۔ بھینی ضلع گورداسپور
قاضی سلطان احمد کوٹ قاضی محمد زاہد ۔ گوجرانوالہ
قاضی فیض احمد ؍ ؍
قاضی عبد الرحمن ؍ ؍
لدھو چوکیدار کوٹ قاضی محمد جان ؍ ؍
محمد عثمان صاحب ساکن گوڈوہ پٹھان پورہ ضلع مچھلی بندر حال حیدرآباد دکن صیغہ دار ڈاک خانہ مغلئی ؍
عبد المالک ۔ چک سکندر ضلع گجرات
اشرف ؍ ؍
امیر حیدر شاہ ۔ جھرت ضلع شاہ پور
کریم بخش ۔ بھینی گورداسپور
نواب ؍ ؍
محمد الدین ۔ کالرا ... گجرات
فقیر محمد لو اپنڈر ۔ قادیان ۔
غلام حسین قصور ۔ لاہور
زبردست خاں ۔ کشمیر
عبد الرحیم مزین قادیان ۔
حافظ نصیر خان ؍
بوٹا سپاہی ملازم فرید کوٹ
احمد خان ۔ جٹال ۔ راولپنڈی
محمد حسن ۔ دہلی ۔ ولد مولوی محمود حسن خان
شبیر محمد ۔ پھلور ۔ جالندھر
خدا بخش سیالکوٹ
سراج الدین ۔ ضلع گجرات
ابو فضل الدین مکیریاں ضلع ہوشیارپور
[illegible] شاہ نور کوٹ ۔ ضلع گورداسپور
کریم بخش کشمیری لاہور ۔
قدرت اللہ خان مہاجر ۔ شاہجہانپور ہند
رحیم بخش ۔ پٹیالہ
مولا بخش ؍
محمد یوسف ؍
حافظ نور محمد ۔ سوندہا ۔ پٹیالہ
اخوند مولوی محمد رمضان حکیم ۔ شہر کمال ڈیرہ تعلقہ کندیارہ ضلع حیدرآباد سندھ ۔
عبد الجلیل ۔ بھیرہ ۔ شاہ پور
سید محمد علی شاہ سیالکوٹ
عبد العظیم چک سکندر ۔ گجرات
اللہ رکھا ؍ ؍ ؍
اللہ دتا ؍ ؍ ؍
میاں محمد سوداگر ۔ پشاور صدر
ولی محمد ؍ ؍ ؍
پیر بخش کھنگھنہ ۔ ہوشیار پور
عبد اللہ ؍ ؍
غلام نبی بھارٹہ ۔ لدہانہ
لال ۔ چک سکندر ۔

غلام مو

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل ایگزمینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں نامور ڈاکٹروں والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم دھند جالا پروال غبار پھولا بل سرخی ابتدائی موتیا بند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہیں چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھاتے ہیں اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی گئی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ عہ میرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ ہے۔ خالص میرا فی ماشہ عہ مصری سرمہ فی تولہ ہم خرچ ڈاک بذمہ خریدار درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں نقلی وجعلی میرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہئے ۔

المشتہر پروفیسر میاسنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور

ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے

(۱) میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ میرے کا سرمہ جو سردار میاسنگھ اہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے بمنزلہ اکسیر ہے آنکھوں سے بہت پانی جانا دھند سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ دکھنے ہیں جلن کمزوری نظر ناخنہ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور ان سے پیپ کا گرنا چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیاوی شے نہیں ہے اس لئے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور ایسی ... کہنا چاہئے میں بلاشک و شبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے میرے کا سرمہ ضروری ہے ۔ راقم ڈاکٹر ڈی ۔ ایم ۔ بی ایم ۔ سانگلی صاحب بہادر ایم ۔ بی ایم ۔ ایس ۔ سند یافتہ یونیورسٹی ۔

(۲) میں بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ جو سردار میاسنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہی میں نے اسکا تجربہ اپنے ایک زیر علاج مریض مسماۃ اتم دیوی بعمرہ ۸ سال ساکنہ لاہور پر کیا ہی مریضہ مذکور کی آنکھوں کی پلکوں میں خورد خورد دانے نکلے ہوئے تھے اور پروال پڑتے تھے اس کی آنکھیں سرخ اور دکھتی رہتی تھیں انہیں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا اس کی بینائی میں فرق آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگا بھی نہیں پرو سکتی تھی اور وہ ان اشیا کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے نہیں دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکور نے تین روز تک استعمال کیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اسی امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی ۔ راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خاں ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پنشنر آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور (۳) میں نے ممیرے کے سرمہ کا جو کہ سردار میاسنگھ نے تیار کیا ہے ان مریضوں پر جنکی آنکھیں بہت کمزور اور بیمار تھیں استعمال کرکے دیکھا مفید پایا میری رائے میں خاصکر ان مرضوں کے واسطے جنکی آنکھوں سے پانی جاری رہتا ہے اور دھند اور غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت مفید ہے ۔ راقم ڈاکٹر برجلال گھوش رائے بہادر ڈاکٹر ایل ۔ ایم ۔ ایس ۔ اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند ۔

(۴) میں اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میاسنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہی اپنے زیر علاج کئی ایک قسم کے مریضوں پر استعمال کیا میری رائے میں بینائی قائم رکھنے اور آنکھوں کی بیماریوں کے بچنے کے لئے ممیرے کے سرمہ کا استعمال بہت مفید ہے ۔ راقم خان بہادر ڈاکٹر سید میر شاہ ۔ ایم ۔ ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور ۔

پانچہزار روپیہ انعام اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کردے تو اس کو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا جو لاہور کے نیشنل بنک میں اسی مطلب کے لئے مارچ ۱۹۰۶ء میں جمع کیا گیا ہے ۔

مطبع انوار احمدیہ قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب مالک و ایڈیٹر کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا

لکھنؤ - سنور - وغیرہ بہت سے مقامات سے مہمان آئے جنکی تعداد تین سو سے زیادہ تھی۔

یوم العرفہ اور حضرت اقدس کی دعا

یوم العرفات کے دن علی الصباح حضرت اقدس امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب سلمہ ربہ کو بذریعہ ایک مختصر سی چٹھی کے اطلاع دی کہ میں آج کا دن اور رات کا کسی قدر حصہ اپنے اور اپنے دوستوں کے لئے دعا میں گذارنا چاہتا ہوں اس لئے وہ دوست جو یہاں موجود ہیں اپنا نام اور جائے سکونت لکھکر میرے پاس بھیجدیں تاکہ دعا کرتے وقت مجھے یاد رہے (ہم نے آحضرت کی اُس چٹھی کو اُسی روز شائع کر دیا تھا یہاں اُس کے اندراج کی کوئی ضرورت نہیں ہے) اسپر حضرت مولانا نے سب دوستوں کو بلا کر ایک مختصر سی تقریر کی بعد حضرت اقدس کے ارشاد سے سب کو مطلع کیا اور ایک فہرست تیار کرکے حضرت کی خدمت میں بھیجدی گئی - چنانچہ حضرت اقدس نے وہ دن اور رات کا ایک بڑا حصہ دعاؤں میں گذارا - چونکہ اُس روز احباب کثرت سے آرہے تھے ہر ایک چاہتا تھا کہ میں آپ کی زیارت کروں اس وجہ سے حضور قلب اور رجوع تام میں فرق آتا تھا لہذا حضرت اقدس نے مکرر اطلاع بھیجی کہ میرے پاس کوئی رقعہ وغیرہ نہ بھیجے اس طرح سخت حرج ہوتا ہے حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب نے پھر دوستوں کو جمع کرکے اس حکم سے اطلاع دی - مغرب اور عشاء کی نماز جمع ہوگئی اور آپ نے فرمایا کہ چونکہ میں خدا تعالے سے وعدہ کر چکا ہوں کہ آج کا دن اور رات کا حصہ دعاؤں میں گذاروں اس لئے میں جاتا ہوں تا کہ تخلف وعدہ نہ ہو یہ فرماکر آپ تشریف لے گئے اور دعا میں مصروف ہوگئے - اُس وقت جناب کا تشریف لے جانا گویا موسی علیہ السلام کا کوہ طور پر جانا نظر آتا تھا بہر حال وہ دن اور رات آپ کی دعاؤں میں گذری۔

حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب کی تحریک کہ تقریر ضرور کریں۔

یہ بات جو اب ہم لکھتے ہیں ایک ایسی بات ہے جس سے معلوم ہوگا کہ ہمارے مخدوم مولانا عبد الکریم صاحب سیالکوٹی کو کسقدر عشق آپ کی باتوں سے ہے - حضرت مولانا صاحب یوں بھی جلسہ عید سے پیشتر ہی علی العموم ہر روز بعد شام عرض کر دیا کرتے تھے کہ حضور تقریر ضرور کریں اور یہ اسلئے کہ بسبب اعدا آپ کی طبیعت پچھلے چند دنوں سے کسی قدر ناساز تھی - اُس کی امید نہ تھی کہ آپ تقریر فرماویں گے مگر آپ فرمایا کرتے تھے کہ ہماری تقریر کیا ہے جب بہت سے دوستوں کا مجمع ہوتا ہے تو انہیں سے ہر ایک کے مرض کی اصلاح زیر نظر ہوتی ہے اس لئے اُن کے امراض کا علاج فرداً فرداً جمع ہوکر ایک تقریر بنجاتی ہے لہ بہر حال آج عید کی صبحکو مولانا موصوف اندر تشریف لے گئے - اور عرض کیا کہ "میں آج خصوصیت کے ساتھ عرض کرنے کو آیا ہوں کہ آپ تقریر ضرور کریں خواہ چند فقرے ہی ہوں" آپ نے فرمایا کہ "خدا نے ہی حکم دیا ہے" اور فرمایا کہ رات الہام ہوا ہے کہ مجمع میں کچھہ عربی فقرے پڑھو میں کوئی اور مجمع سمجھتا تھا شاید یہی مجمع ہو۔ غرض حضرت مولانا موصوف کی تحریک پر دنیا کو وہ بے نظیر نعمت ملی جو الگ رسالہ کی صورت میں شائع ہوگی اور جسے ہم بھی اگر موقع ہوا تو درج اخبار کردیں گے - اور ہمارا یقین ہے کہ اس خطبہ پر جسقدر برکات اور فیوض نازل ہوئے ہیں اور ہوں گے انہیں سے ایک بڑا حصہ حضرت مولانا کو ملے گا اس لئے کہ اصل محرک وہی ہیں اور حضرت نے خود کئی بار انکی تحریک کا اعتراف فرمایا ہے۔

نماز کی طیاری

جامع مسجد کی توسیع کا کام ایک عرصہ سے شروع تھا اور آج جامع مسجد کا نظارہ قابل دید تھا - بہت بڑا حصہ توسیع کے کام میں سے ختم ہو چکا تھا اس لئے حضرت اقدس نے جامع مسجد ہی میں ادائے نماز کا حکم دیا - آٹھہ بجے تک جامع مسجد کا صحن اور اندر قریباً بھر چکا تھا - حضرت اقدس کوئی ساڑھے آٹھہ بجے کے قریب تشریف لائے - اور کوئی سوا نو بجے تک نماز سے فارغ ہوگئے نماز حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب نے پڑھائی - نماز سے فارغ ہوکر حضرت اقدس خطبہ کے لئے مسجد کے بیچ کے دروازہ میں کھڑے ہوے اور مندرجہ ذیل خطبہ پڑھا۔

خُطبۂ عیدُ اضحیٰ

آج عید اضحی کا دن ہے اور یہ عید ایک ایسے مہینہ میں آتی ہے جسپر اسلامی مہینوں کا خاتمہ ہوتا ہے یعنی بعد محرم سے نیا سال شروع ہوتا ہے یہ ایک سِر کی بات ہے کہ ایسے مہینہ میں عید کی گئی ہے جسپر اسلامی مہینہ کا زمانہ کا خاتمہ ہے - اور یہ اسطرف اشارہ ہے کہ اسکو ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آنے والے مسیح سے بہت مناسبت ہے وہ مناسبت کیا ہے؟ ایک یہ کہ ہمارے نبی کریم محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم آخر زمانہ کے نبی تھے اور آپ کا وجود باوجود اور وقت بعینہٖ گویا عید اضحے کا وقت تھا - چنانچہ یہ امر مسلمانوں کا بچہ بچہ بھی جانتا ہے کہ آپ نبی آخر الزمان تھے اور یہ مہینہ بھی آخر الشہور ہے اس لئے اس مہینہ کو آپ کی زندگی اور زمانہ سے مناسبت ہے۔

دوسری مناسبت - چونکہ یہ مہینہ قربانی کا مہینہ

کہلاتا ہے - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی حقیقی قربانیوں کا کامل نمونہ دکھانے کے لئے تشریف لائے تھے - جیسے آپ لوگ بکری اونٹ گائے دنبہ ذبح کرتے ہو - ایسا ہی وہ زمانہ گذرا ہے کہ آج سے تیرہ سو سال پیشتر خدا تعالیٰ کی راہ میں انسان ذبح ہوئے - حقیقی طور پر عید اضحیٰ وہی تھی اور اسی میں ضحی کی روشنی تھی - یہ قربانیاں اس کالب نہیں پوست ہیں روح نہیں جسم ہیں - اس سہولت اور آرام کے زمانہ میں ہنسی خوشی سے عید ہوتی ہے اور عید کی انتہا ہنسی خوشی اور ہر قسم کے تعیشات قرار دیئے گئے ہیں - عورتیں اسی روز تمام زیورات پہنتی ہیں عمدہ سے عمدہ کپڑے زیب تن کرتے ہیں مرد عمدہ پوشاکیں پہنتے ہیں اور عمدہ سے عمدہ کھانے بہم پہونچاتے ہیں اور یہ ایسا مسرت اور راحت کا دن سمجھا جاتا ہے کہ بخیل سے بخیل انسان بھی آج گوشت کھاتا ہے خصوصاً کشمیریوں کے پیٹ تو بکروں کے مدفن ہو جاتے ہیں گو اور لوگ بھی کمی نہیں کرتے الغرض ہر قسم کے کھیل کود لہو لعب کا نام عید سمجھا گیا ہے - مگر افسوس ہے کہ حقیقت کی طرف مطلق توجہ نہیں کی جاتی - درحقیقت اس دن میں بڑا سر یہ تھا کہ حضرت ابراہیم نے جس قربانی کا بیج بویا تھا اور مخفی طور پر بویا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لہلہاتے کھیت دکھائے - حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے کے ذبح کرنے میں خدا تعالیٰ کے حکم کی تعمیل میں دریغ نہ کیا اس میں مخفی طور پر یہی اشارہ تھا کہ انسان ہمہ تن خدا کا ہو جائے اور خدا کے حکم کے سامنے اسکی اپنی جان اپنی اولاد اپنے اقربا و اعزا کا خون بھی خفیف نظر آوے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جو ہر ایک پاک ہدایت کا کامل نمونہ تھے کیسی قربانی ہوئی - خونوں سے جنگل بھر گئے - گویا خون کی ندیاں بہ نکلیں باپوں نے اپنے بچوں کو بیٹوں نے اپنے باپوں کو قتل کیا اور وہ خوش ہوتے تھے کہ اسلام اور خدا کی راہ میں قیمہ قیمہ اور ٹکڑے ٹکڑے بھی کئے جاویں تو انکی راحت ہے مگر آج غور کر کے دیکھو کہ بجز ہنسی اور خوشی اور لہو ولعب کے روحانیت کا کونسا حصہ باقی ہے - یہ عید اضحیٰ پہلی عید سے بڑھکر ہے اور عام لوگ بھی اسکو بڑی عید تو کہتے ہیں مگر سوچکر بتلاؤ کہ عید کی وجہ سے کس قدر ہیں جو اپنے تزکیہ نفس اور تصفیہ قلب کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور روحانیت سے حصہ لیتے ہیں اور اس روشنی اور نور کو لینے کی کوشش کرتے ہیں جو اس ضحی میں رکھا گیا ہے - عید رمضان اصل میں ایک مجاہدہ ہے اور ذاتی مجاہدہ ہے اور اسکا نام بذل الروح ہے مگر یہ عید جسکو بڑی عید کہتے ہیں ایک عظیم الشان حقیقت اپنے اندر رکھتی ہے اور جسپر افسوس کہ توجہ نہیں کی گئی - خدا تعالیٰ نے جس کے رحم کا ظہور کئی طرح پر ہوتا ہے امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک یہ بڑا بھاری رحم کیا ہے کہ اور امتوں میں جسقدر باتیں پوست اور قشر کے رنگ میں تھیں انکی حقیقت اس امت مرحومہ دکھلائی ہے سورۃ الفاتحہ میں جو خدا تعالیٰ کی یہ چار صفات بیان ہوئی ہیں کہ رب العلمین - الرحمن الرحیم ملک یوم الدین اگرچہ عام طور پر یہ صفات اس عالم پر تجلی کرتی ہیں لیکن ان کے اندر حقیقت میں پیشگوئیاں ہیں جنپر کہ لوگ بہت کم توجہ کرتے ہیں - اور وہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان چاروں صفتوں کا نمونہ دکھایا کیونکہ کوئی حقیقت بغیر نمونہ کے سمجھ میں نہیں آسکتی - رب العلمین کی صفت نے کسطرح پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں نمونہ دکھایا آپ نے یتیمی ضعف میں پرورش پائی کوئی موقع مدرسہ مکتب نہ تھا جہاں آپ اپنے روحانی اور دینی قویٰ کو نشو ونما دے سکتے - کبھی کسی تعلیم یافتہ قوم سے ملنے کا موقع ہی نہ ملا نہ کسی موٹی سوٹی تعلیم کا ہی موقع پایا اور نہ فلسفہ کے باریک اور دقیق علوم کے حاصل کرنے کی فرصت ملی - پھر دیکھو کہ باوجود ایسے مواقع کے نہ ملنے کے قرآن شریف ایک ایسی نعمت آپ کو دی گئی جس کے علوم عالیہ اور حقہ کے سامنے کسی اور علم کی ہستی ہی کچھ نہیں جو انسان ذرا بھی سمجھ اور غور و فکر کے ساتھ قرآن کریم کو پڑھے گا اسکو معلوم ہو جاوے گا کہ دنیا کے تمام فلسفے اور علوم اس کے سامنے ہیچ ہیں اور سب حکیم اور فلاسفر اس سے بہت پیچھے رہ گئے - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پیشتر دو عظیم الشان نبی گذرے ہیں ایک حضرت موسیٰ علیہ السلام دوسرے حضرت عیسیٰ علیہ السلام - مگر ان دونوں کو تعلیم حاصل کرنے کا موقع ملا - انہیں سے کسی کی نسبت بھی امی ہونے کا دعویٰ نہیں کیا گیا یہ تحدی اور دعوے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت ہوا چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے - ماکنت تدری ما الکتاب ولا الایمان ولکن جعلناہ نورا نہدی بہ من نشاء من عبادنا الی الآیۃ

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تو گویا شاہزادوں کی طرح تعلیم پائی تھی اور فرعون کی گود میں شاہانہ نشو ونما پایا اُن کے لئے اتالیق مقرر کئے گئے کیونکہ اس زمانہ میں بھی اتالیق مقرر ہوتے تھے اور اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فقر نہ ملتا تو گویا فرعون کے بعد گدی نشین آپ ہی تھے اور اگر خدا کا فضل نہ ہوتا تو نعوذ باللہ آپ کو فرعون بھی بنتا تھا -

یاد رہے کہ فرعون کا لفظ برا نہیں - اصل میں شاہان مصر کا یہ لقب تھا جسطرح پر قیصر و کسریٰ شاہان روم

و ایران کا لقب تھا اور جسطرح پر آج زار روس اور سلطان روم کا لقب ہے - میرا مطلب اس بیان سے صرف یہ ہے کہ اگر خدا تعالے یہ دوسرا سلسلہ نہ شروع کرتا تو ضرور تھا کہ وہی تخت نشین ہوتے - اور یہ بھی بجی بات ہے کہ گو موسیٰ علیہ السلام کی ماں کو بھی ایک درد اور دکھ پہونچا تھا کہ جیتی جان کو دریا میں ڈالا - لیکن اسکی راحت اور مسرت کی کیا انتہا ہو سکتی ہے جب کہ خود خدا تعالے نے موسیٰ کی واپسی کا اسکو وعدہ دیا تھا - الغرض موسیٰ علیہ السلام کی تعلیم تو یوں شاہانہ رنگ میں ہوئی -

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیم بھی باقاعدہ ہوئی - میرے پاس ایک یہودی مصنف کی کتاب ہے اس نے صاف اور واضح طور پر لکھا ہے بلکہ مسیح کے اُستاد کا نام تک بتایا ہے اور پھر نقد بھی کی ہے کہ اُسی وقت سے توریت اور صحف انبیاء [illegible] کے مضامین پسند آئے تھے اور جو کچھ انجیل میں ہے وہ صحف انبیاء سے زائد نہیں - اُسنے بتلایا ہے کہ ایک مدت دراز تک وہ یہود کے شاگرد رہے تھے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کسی یہودی نصاریٰ ہندو سے پوچھو کہ آپ نے بھی کہیں تعلیم پائی تھی تو وہ صاف کہے گا کہ ہرگز نہیں !!! کتنی بڑی ربوبیت کا مظہر ہے انسان جب بچپن کی حالت سے آگے نکلتا ہے جو بولنے سے پہلے ہے تو عام طور پر مکتب میں بٹھا دیا جاتا ہے یہ پہلا قدم ہوتا ہے مگر آپ کی زندگی کا پہلا قدم ہی گویا اعجاز تھا - چونکہ آپ کو خاتم الانبیاء ٹھیرایا تھا اس لئے آپ کے وجود میں حرکات و سکنات میں بھی اعجاز رکھدئے تھے - آپ کی طرز زندگی کہ ا-ب- تک نہیں پڑھا اور قرآن جیسی بے نظیر نعمت لائے اور ایسا عظیم الشان معجزہ اُمت کو دیا جیسے نبی آئے اور ایک خاص وقت تک دنیا میں رہ کر چلدئے اور دین وہیں کالعدم ہو گیا اور خدا کو انکا محو کرنا ہی منظور تھا - مگر اس دین کے اظلال و آثار کا قیام منظور تھا اور چونکہ کوئی دین معجزات کے بدون رہ نہیں سکتا ورنہ چند روز تک کاغذی باتوں پر یقین رہتا ہے پھر کہدیتے ہیں کہ ایں ہمہ جہان بیٹھاتے انگلاکن ڈھٹھا - اس لئے خدا نے چاہا کہ اسلام کے ساتھ زندہ معجزہ ہو کس قوت اور تحدی اور تعیین سے بتایا گیا تھا اور اس ذریعہ سے اسلام کا نور ابد تک درخشاں رہے - چنانچہ اس زندہ نور کی تصدیق کے لئے اس زمانہ میں ہی دیکھو کہ لیکھرام کے قتل ہونے سے پیشتر کہ وہ چھ سال کے اندر ہلاک ہو جاوے گا عوز کرو کہ وقت - مدت - صورت موت کا بتا دینا کیا انسان کے اپنے اختیار میں ہے اور پھر وہ اُسی طرح مارا گیا جیسا کہ دعوے کیا گیا تھا - جب یہ پیشگوئی کی گئی تھوڑے سے ہی عرصہ میں کروڑ ہا انسانوں میں مشہور ہو گئی - ہندو - مسلمان - عیسائی - سکھ ہر قوم و ملت کے لوگ اس سے واقف ہو گئے یہانتک کہ عام بازاری لوگوں سے لیکر گورنمنٹ تک کو اطلاع ہو گئی - اور خود آریوں نے بڑے زور و شور کے ساتھ اسکو مشتہر کیا اور جہاں لیکھرام خود جاتا اس پیشگوئی کا ذکر کرتا - اور شہرت دیتا اور جب پیشگوئی پوری ہوئی تو ایک عام شور برپا ہو گیا - یہانتک کہ ہماری بھی خانہ تلاشی ہوئی - تاکہ اسکی صداقت اور شہرت اس خاص ذریعہ سے اور بھی ہو - اور یہ نشان ہمیشہ صفحہ دہر پر ثبت رہے - پھر مقدمات کے دوران میں سرکاری کاغذات اور مثلوں میں اس پیشگوئی کے متعلق بیانات اور کاغذات درج اور شامل ہوئے -

الغرض یہ ایسا عظیم الشان نشان ہے جسکی نظیر کوئی قوم دکھلا نہیں سکتی - کیا کسی انسانی طاقت اور فراست کا کام ہے کہ وہ کسی کی نسبت چار دن کی خبر بھی دے کہ فلاں وقت پر فلاں موت سے مرجاوے گا - مگر یہاں چھ سال پہلے وقت - صورت موت وغیرہ سے اطلاع دی گئی حالانکہ وہ بتیس برس کا ایک مضبوط جوان آدمی تھا - اور اُسنے بھی تو میری نسبت کہا کہ میں تین سال کے اندر ہیضہ سے مرجاؤں گا - اور میں اُسکی نسبت عمر میں بہت بڑا اور ضعیف اور قریباً دائم المریض تھا - مگر خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ کی چمکار دکھلائی اور اُسکو ہلاک کر کے اپنے سچے دین کی صداقت پر مہر کر دی -

اصل بات یہ ہے کہ یہ لوگ جو آریہ کہلاتے ہیں اصلاً خدا کو پہچانتے ہی نہیں - پھر اُنمیں خدا شناسی - اور خدا بینی اور خدا نمائی کی قوت کیونکر پیدا ہو - اُنکا تو پہلا قدم ہی غلط ہے - اُن کے نزدیک تو مرنا جینا عورت یا مرد ہونا بکری یا بیل بننا یہ سب کچھ شامت اعمال کا نتیجہ ہے جب [illegible] اور اشیاء اعمال ہی کا نتیجہ ہیں تو پھر خدا کیا اور اُس کے وجود کے اثبات کے لئے نئے نئے نشان اور معجزات کیا اور اُنکی ضرورت ہی کیا رہی - انکا مذہب ہے کہ خدا پیدا کرنے والا نہیں بلکہ صرف جوڑنے جاڑنے والا ہے جیسے معمار یا کمہار ہوتے ہیں مادہ موجود تھا ارواح بھی اتفاق سے موجود تھیں پرمیشر نے جھٹ جوڑ جاڑ کر مخلوق بنالی - نعوذ باللہ - مگر ہم پوچھتے ہیں کہ جب کہ ارواح اور ذرات قدیم سے موجود ہیں تو اسپر کیا دلیل ہو سکتی ہے کہ جوڑنا جاڑنا پرمیشر کے بدون نہ ہو - بلکہ طبعی طور پر دلیل تو یہ ملتی ہے کہ اشیاء کو طبعی طور پر تجاذب کی طرف میلان ہوتا ہے اگر یہ تجاذب اور کشش نہ ہو تو نہ اینٹ بن سکے اور نہ مکان رہ سکے ورنہ کوئی اور چیز دنیا میں موجود ہو رہ سکے - پس جب کہ آریہ لوگوں کے عقیدہ کے موافق روح اور مادہ قدیم سے ہیں اور طبعیات سے دلیل ملتی ہے

کہ تجاذب کا خاصہ تو آریوں کو پرمیشر
سے تو فراغت اور فرصت ہوگئی
اب آریہ کے پاس پرمیشر کے ہونے
کا کیا ثبوت اور نشان ہے ایک طرف
تو یہ ناپاکی ہے کہ خدا ہی کا پتہ نہیں
چہ جائیکہ خدا بینی اور خدا نمائی کی
راہیں بیان کر سکیں پھر یہ ظلم عظیم
کہ ہر قسم کی چیزوں میں روحیں اعمال
کا بدلہ پانے کے لئے آتی ہیں کبھی سور
بنتے ہیں کبھی کتا کبھی بلی وغیرہ۔ اسپر
سوال ہوتا ہے اگر کسی کی ماں مرجاوے
جب کہ وہ ابھی بچہ ہی تھا اور اس نے
کسی دوسری جگہ پر جنم لیا۔ اور جب
دونوں بلوغ کو پہونچے اور باہم ناطہ
رشتہ ہوکر بیاہ ہوگیا اور ہم بستری
ہوکر اولاد کا سلسلہ چلا اس سے
تو بڑی بے شرمی اور پرلے درجہ کی
بیحیائی کی بنیاد پڑی اور نہایت قابل
شرم مذہب یہ مذہب ہوگیا۔ پرمیشر
نے کوئی فہرست تو دی نہیں کہ اس قسم
کے نشان سے ماں بہن شناخت ہو جاوے
گی اور حق تو یہ تھا کہ وید کے ذمہ یہ فرض
تھا کہ جہاں اس نے یہ پاکیزگی اور اخلاق
کی جڑ کاٹنے والا مسئلہ ایجاد کیا تھا
اگر اسے کوئی سوجھ اور سوچ بچار کی
طاقت ہوتی تو ساتھ ہی علامات بھی
بیان کر دیتا جس سے ایسے رشتوں سے
اجتناب کرنے کی کلید ہاتھ میں آریوں
کے آجاتی مگر ضروری تھا کہ وید کی
تعلیم کی پیشانی پر نقص کا داغ لگا
رہتا تو کہ ہر زمانہ میں تدبر کرنے والے
اس کے بطلان میں پہلے جا سکیں
ایک طرف تو یہ حال ہے کہ نانی اور
نانی کی بھی پڑنانی تک کے رشتہ میں
ناطہ نہیں کرتے اور ہم لوگوں میں
جو چچا یا ماموں کی بیٹی سے رشتہ کرتے
ہیں اسپر اعتراض کرتے ہیں مگر دوسری
طرف آپ ماں بہن کے بیاہ لانے پر
کوئی دلیل نہیں دیتے یا تو ہزاروں
کوس چلے گئے یا ماں بہن کو بھی بیاہ
لائے۔ کسی قوم میں ایسا اندھیر نہیں
افسوس ان کے پرمیشر نے انکو ناپاکی میں
تو ڈالدیا اور پھر کوئی فہرست بھی نہ دی
اور نہ بتایا کہ فلاں گدھے یا بیل سے
کام نہ لینا یہ تیرے فلاں رشتہ دار ہیں
اور فلاں فلاں علامت والی عورت
سے رشتہ نہ کرنا کہ وہ تیری حقیقی ماں
یا دادی یا خالہ یا بہن یا بھتیجی جنم لے کر
دوبارہ آئی ہے۔ اصل میں یہ لوگ
تو معذور ہیں یہ سارا ظلم پرمیشر کی گردن
جس نے فہرست نہ دی۔

پھر تیسری ناپاکی جو ویدوں کی تعلیم
کا عرق اور گل سرسبد بتائی گئی ہے
نیوگ ہے جسکی تفسیر یہ ہے کہ ایک
عورت جیتے جاگتے خاوند کے روبرو
گیارہ آدمیوں سے ہم بستر ہوسکتی ہے
اگر مرد عورت جوان ہوں اور چند سال
شادی پر گذر جاویں اور اولاد نہ ہو تو
دوسرے کا نطفہ لینے کے لئے عورت
اس سے ہم بستر ہو اس لئے کہ بدوں
اولاد کے سرگ کا ملنا محال ہے اور
دیوث شوہر کو لازم ہے کہ بیرج داتا
کے لئے عمدہ معجونات اور لطیف مقویات
طیار کراوے تاکہ وہ تھک نہ جاوے
اور کوئی ضعف اسے لاحق نہ ہو جاوے
اور وید کی رو سے۔ بستر۔ رضائی۔ اور
چارپائی سب اسی کی ہو اور غذا بھی
اسی کی کھاوے اور لطف کچھ بھی لے
لیوے سوچو یہ کیسا خاوند ہے کہ ایک
کوٹھڑی میں آپ دیوث ہے اور دوسری
کوٹھڑی میں اسکی بیاہتا بیوی غیر مرد کے
منہ کالا کر رہی ہے اور آریہ انکی
حرکات کی آوازیں سنتا ہے اور دل
میں خوش ہو رہا ہے کہ اب اس پانی
سے اسکی امید کا کھیت ہرا بھرا ہو جاوے
گا۔ حیف ہے ایسے مذہب پر !!!
خدا پر وہ ظلم ! عزت و آبرو پر یہ
ظلم !! وید ایسے کاموں کی اجازت
دیتا ہے کہ ناپاک سے ناپاک آدمی بھی
ان کے ارتکاب سے شرم کرتے ہیں۔
دیانند نے لکھا ہے کہ یہ شبھ کرم یعنی
مبارک کام بیچ میں ترک ہو گیا تھا۔
اب آریہ ورت کے آریہ جاری کریں
کہ اسمیں ثواب ملتا ہے ہمکو ضرورت
نہیں کہ اسکو طول دیں۔ آریہ بوگنی کتب*
مذہبی اور معتقدات کو کوئی دیکھے اور
خود ان ہی بزرگوں سے پوچھ دیکھے
امید ہے کہ بڑے فخر سے اس عمل عجیب
کی خوبیاں بیان کرینگے۔

ان تمام مذاہب کو سامنے رکھکر اور
انکی تعلیمات و عقاید کی خوب چھان بین
کر کر اسلام کی ضرورت اور عزت محسوس
ہوتی ہے اور خدا تعالے کے عظیم فضل
کا اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ اس نے اسلام
کو ایسے ناپاک عقیدوں سے پاک کیا
اور اس کی تعلیم کے ہر شعبہ میں کمال
اور اعجاز کا جلوہ دکھایا چنانچہ موسی
علیہ السلام کی تعلیم میں قصاص پر
بڑا زور تھا کہ دانت کے بدلے دانت
کان کے بدلے کان آنکھ کے بدلے
آنکھ ہو اور مسیح علیہ السلام کی تعلیم
میں اباحت پر زور تھا کہ بدی کا مقابلہ
نہ کیا جاوے اگر کوئی ایک گال پر
طمانچہ مارے تو دوسری بھی پھیر دے
کوئی ایک کوس بیگار لے جاوے
تو دو کوس چلا جاوے کرتا مانگے تو
چادر بھی دیدے وغیرہ وغیرہ اب
ہم کو دکھلاؤ کہ کیا کوئی پادری اس پر
عمل بھی کرتا ہے کوئی کسی پادری کے
منہ پر طمانچہ مار کر تو دیکھ لے۔ یقیناً
دوسرا گال پھیرنے کے بجائے کچہری
میں گھسیٹ کر لے جائے گا اور ہر
قسم کے جھوٹ اور فریب سے سزا
دلوانے کی فکر کرے گا مگر اسلام نے
یہ تعلیم نہیں دی بلکہ وہ پاک تعلیم دی
جو دنیا کی جان ہے اور انسان فطرۃً
اسپر عمل کرتا ہے اور وہ یہ ہے

جَزَاءُ سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا وَمَنْ عَفَا وَأَصْلَحَ فَأَجْرُهُ عَلَى اللّٰهِ۔

یعنی بدی کی جزا اسی قدر بدی ہے
لیکن اگر کوئی عفو کرے مگر وہ عفو
بے محل نہ ہو بلکہ اس عفو سے اصلاح

* نمونہ کے لئے وہ اشتہار پڑھیں جو ہم نے دوسری جگہ درج کیا ہے۔ ایڈیٹر

مقصود ہو تو اُس کا اجر اللہ کے ذمہ ہے۔ مثلاً اگر چور کو چھوڑا جاوے تو وہ دلیر ہو کر ڈاکا زنی کرے گا۔ اُسکو سزا ہی دینی چاہیئے لیکن اگر دو نوکر ہوں اور ایک اُنمیں سے ایسا ہو کہ ذرا سی چشم نمائی ہی اُسکو شرمندہ کر دیتی اور اُسکی اصلاح کا موجب ہوتی ہے تو اُسکو سخت سزا مناسب نہیں مگر دوسرا عمداً شرارت کرتا ہے اُسکو عفو کریں تو بگڑتا ہے اُسکو سزا ہی دی جاوے تو بتاؤ کہ مناسب حکم وہ ہے جو قرآن حکیم نے دیا ہے یا وہ جو انجیل پیش کرتی ہے؟ قانون قدرت کیا چاہتا ہے؟ وہ تقسیم اور رویت محل چاہتا ہے۔ یہ تعلیم کہ عفو سے اصلاح مدنظر ہو ایسی تعلیم ہے جسکی نظیر نہیں اور اسی پر آخر متمدن انسان کو چلنا پڑتا ہے۔ اور یہی تعلیم ہے جسپر عمل کرنے سے انسان میں قوۃ اجتہاد اور تدبر اور فراست بڑھتی ہے گویا یوں کہا گیا ہے کہ ہر طرح کی شہادت سے دیکھو۔ اور فراست سے غور کرو۔ اگر عفو سے فائدہ ہو تو معاف کر دیجئے اگر خبیث اور شریر ہے تو پھر جزاء سیئۃ سیئۃ مثلہا پر عمل کرو۔ اسی طرح پر اسلام کی دوسری پاک تعلیمات ہیں جو ہر زمانہ میں روز روشن کیطرح ظاہر ہیں آفتاب پر بھی کسی وقت بادل آجاتا ہے اور بظاہر ایک قسم کا دھندلا سا نظر آتا ہے۔ لیکن اسلام کا چہرہ اس سے بھی مصفا ہے عدم معرفت نے لوگوں کو اندھا کر دیا ہے اور بغض کی نظر سے دیکھتے ہیں اس لئے موتیا بند کی حالت سے بھی گئے گذرے ہیں پھر کیا فیصلہ کریں۔

جسقدر مذہب دنیا میں موجود ہیں سب کے سب بے برکت اور بے نور اور مردہ ہیں اور پاک تعلیم سے بے بہرہ محض ہیں ہندوؤں نے مذہب کا وہ نمونہ دکھایا۔ عیسائیوں نے یہ نمونہ دکھایا کہ ایک عاجز بندہ کو خدا بنایا جسنے یہودیوں جیسی تمام حال قوم سے جو ضربت علیہم الذلۃ

والمسکنۃ کی مصداق تھی ماریں کھائیں اور آخر صلیب پر لٹکایا گیا اور اُن کے عقیدہ کے موافق ملعون ہو کر ایلی ایلی لما سبقتانی کہتے ہوئے جان دیدی۔ غور تو کرو کیا ایسی صفات والا کبھی خدا ہو سکتا ہے وہ تو خدا پرست بھی نہیں ہو سکتا چہ جائیکہ وہ خود خدا ہو۔ عیسائی دکھاتے ہیں کہ اُسکی وہ ساری رات کی پُرسوز دعا محض بے اثر گئی۔ اس سے زیادہ بے برکتی کا ثبوت کیا ہو سکتا ہے اور اس سے کیا توقع ہو سکتی ہے کہ وہ دوسروں کے لئے شفیع ہو سکتا ہے۔ ہم کو یاد نہیں کہ دو گھنٹے بھی دعا کے لئے لگے ہوں اور وہ دعا قبول نہ ہوئی ہو چہ جائیکہ اللہ بلکہ خود خدا کا معاذ اللہ یہ حال ہے کہ ساری کی ساری رات رو رو کر چلا چلا کر خود بھی دعا کرتا رہا اور دوسروں سے بھی دعا کراتا رہا۔ اور کہتا رہا کہ اے خدا تیرے آگے کوئی چیز ان ہونی نہیں اگر ہو سکے تو یہ پیالہ ٹل جائے۔ مگر وہ دعا قبول ہی نہیں ہوتی۔ اگر کوئی کہے کہ وہ کفارہ ہونے کے واسطے آئے تھے اس لئے یہ دعا قبول نہیں ہوئی ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ جب اُن کو معلوم تھا کہ وہ کفارہ کے لئے آئے ہیں پھر اسقدر بزدلی کے کیا معنے ہیں اگر ایک افسر طاعون کی ڈیوٹی پر بھیجا جائے اور وہ کہے کہ یہاں خطرہ کا محل ہے مجھے فلاں جگہ بھیجدو تو کیا وہ احمق نہ سمجھا جائے گا۔ جبکہ مسیح کو معلوم تھا کہ وہ صرف کفارہ ہی ہونے کو بھیجے گئے ہیں تو اسقدر لمبی دعاؤں کی کیا ضرورت تھی؟ ابھی کیا کفارہ زیر تجویز امر تھا یا ایک مقرر شدہ امر تھا۔ غرض ایک داغ ہو۔ دو داغ ہوں۔ جسپر بے شمار داغ ہوں کیا وہ خدا ہو سکتا ہے؟؟؟ خدا تو کیا وہ عظیم الشان انسان بھی نہیں ہو سکتا!!!

یہودی بیچارے جو ضربت علیہم الذلۃ کے مصداق اُنکی وہ حالت تھی کہ صورت بھی حالش بپرس دنیا پرستی کے سوا کچھ جانتے ہی نہیں۔ ہمارے یہاں ایک اسرائیلی محمد سلمٰن سلمہٗ ہوا ہے اُس سے پوچھو۔ یہودیوں نے کھانے پینے کے سوا اور کوئی مقصود ہی نہیں رکھا۔ خدا کی قدرت ہے جب ضربت علیہم الذلۃ کی حالت آئی تو وہ افعال بھی آگئے جو ذلت کے جالب اور ذلت کے نتائج تھے اگر وہ تائب ہو جاتے تو پھر ضربت کیونکر صادق آتا۔ اس پیشگوئی سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ شامت اعمال اُن کے گلے کا ہار ہی رہے گی۔ مرد صالح کے ساتھ ذلت اور بے رزقی نہیں ہوتی خدا کا نام عزیز ہے خدا میں ہو کر زندگی بسر کرنے والا ذلیل ہو نہیں سکتا۔ یہودیوں کی زندگی اگر ناپاکیوں کا مجموعہ نہ تھی تو پھر ضربت علیہم الذلۃ کی مار اُن پر کیونکر پڑتی۔ اس پر خوب غور کرو اس کے اندر یہ مخفی اسرار ہیں اور پتہ ملتا ہے کہ یہودی قوم کو اطوار بگڑ جاویں گے۔

اب ان مذاہب پر نظر ڈالکر صدق دل سے بتاؤ کہ کیا اسلام کے سوا کوئی اور طریق ہے جس سے تمہارے دل ٹھنڈے ہو سکتے ہیں کیا ضربت علیہم الذلۃ کے مصداق یہودیوں سے کوئی روشنی اور نور پا سکتے ہو؟ کیا ایسے عیسائی جو ایک عاجز کمزور ناتوان نامراد انسان کو خدا بناتے ہیں کوئی کامیابی کسی کو دے سکتے

ہیں جس کی اپنی ساری رات
کی دعائیں اکارت اور
بے سود گئی ہیں وہ دوسروں
کی دعاؤں پر کونسی ثمرات
مترتب کرسکتا ہے۔ جو
خود ایلی ایلی لما سبقتنی
کہہ کر اقرار کرتا ہے کہ
خدا نے اُسے چھوڑ دیا وہ
دوسروں کو کب خدا سے
ملا سکتا ہے!!!

دیکھو اور غور سے سنو!!
یہ صرف اسلام ہی ہے
جو اپنے اندر برکات رکھتا
ہے اور انسان کو مایوس
اور نامراد ہونے نہیں دیتا!!!

اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ میں اُس کے
برکات اور زندگی اور صداقت کے لئے

نمونہ کے طور پر کھڑا ہوں!!!

کوئی عیسائی نہیں جو یہ دکھا سکے کہ اُسکا
کوئی تعلق آسمان سے ہے وہ نشانات
جو ایمان کے نشان ہیں اور مومن عیسائی
کے لئے مقرر ہیں کہ اگر پہاڑ کو کہیں تو
جگہ سے ٹل جاوے اب پہاڑ تو پہاڑ کوئی
عیسائی نہیں جو ایک الٹی ہوئی جوتی
کو سیدھی کر دکھائے۔ مگر میں نے اپنے
پر زور نشانوں سے دکھایا ہے اور
صاف صاف دکھایا ہے کہ زندہ

برکات اور زندہ نشانات

صرف اسلام کے لئے ہیں۔ میں نے بیشمار
اشتہار دئے ہیں اور ایک مرتبہ سولہ
ہزار اشتہار شائع کئے اب ان لوگوں
کے ہاتھ میں بجز اس کے اور کچھ نہیں
کہ جھوٹے مقدمات کئے اور قتل کے
الزام دئے اور اپنی طرف سے ہمارے
ذلیل کرنے کے منصوبے گانٹھے مگر
عزیز خدا کا بندہ ذلیل کیونکر ہوسکتا ہے
جس میں ان لوگوں نے ہماری ذلت
چاہی اُسی ذلت سے ہمارے لئے
عزت نکلی وذالك فضل الله
يؤتيه من يشاء۔ دیکھو! اگر
کلارک کا مقدمہ نہ ہوتا تو ابراء کا الہام
کیونکر پورا ہوتا جو مقدمہ سے بھی
پہلے بیسیوں انسانوں میں شائع ہوچکا
تھا۔ یہ اسلام ہی ہے جس کے ساتھ
معجزات اور ثبوت ہیں اسلام دوسرے
چراغ کا محتاج نہیں بلکہ خود ہی چراغ
ہے اور اس کے ثبوت ایسے اجلی
بدیہات ہیں کہ انکا نمونہ کسی مذہب
میں نہیں۔ غرض اسلام کی کوئی تعلیم
ایسی نہ ہوگی جسکا نمونہ موجود نہ ہو۔
سنیے سورۃ الفاتحہ جسکو ام الکتاب
اور مثانی بھی کہتے ہیں اور جو قرآن
شریف کی عکسی تصویر اور خلاصہ ہی
کے صفات اربعہ میں دکھانا چاہا ہے
کہ وہ چاروں نمونے رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم میں موجود ہیں۔ اور
خدا تعالیٰ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ
وسلم کے وجود میں ان صفات اربعہ
کا نمونہ دکھایا۔ گویا وہ صفات دعوی
تھیں اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم
کا وجود بطور دلیل کے ہے چنانچہ
ربوبیت کا آپ کے وجود میں کیسا
ثبوت دیا کہ مکہ کے جنگلوں کا سرگردان
اور دس برس تک حیران پھرنے والا
بچہ کے لئے کوئی راہ کھلی نظر نہ آتی تھی
اُس کی تربیت کی کسکو خیال تھا کہ اسلام
روئے زمین پر پھیل جاوے گا۔ اور
اُس کے ماننے والے ۹۰ کروڑ تک
پہونچیں گے۔ مگر آج دیکھو کہ دنیا کا
کوئی آباد قطعہ ایسا نہیں جہاں مسلمان
نہیں۔ پھر الرحمن کی صفت کو
دیکھو جسکا منشا یہ ہے کہ عمل کے بدوں
کامیابی اور ضرورتوں کے سامان بہم
پہونچائے۔ کیسی رحمانیت تھی کہ آپ
کے آنے سے پیشتر ہی استعداد بہم
پہنچا کر دیں عمر رضی اللہ عنہ بچوں
کی طرح کھیلتا تھا ابو بکر رضی اللہ عنہ
جو کافروں کے گھر میں پیدا ہوا تھا
اور ایسا ہی اور بہت سے صحابہ آپ
کے ساتھ ہو گئے گویا ان کو آپ کے
لئے رحمانیت الٰہی نے پہلے ہی تیار کر
رکھا تھا۔ اور اس قدر امور رحمانیت
کے اسلام کے ساتھ ہیں کہ ہم اُن کو
مفصل بیان بھی نہیں کرسکتے۔ ایسی
رحمانیت کو چاہتی ہی اور نبی کریم
صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت فرمایا

هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا

رحمانیت کا منشا اس ضرب المثل سے خوب ظاہر ہے

کردے کرادے اور اُٹھانے والا ساتھ دے

اور یہ ظہور اسلام کے ساتھ ہوا اسلام
گویا خدا کی گود میں بچہ ہے اسکا سارا
کام کاج سنوارنے والا اور اُسکے
سارے لوازم بہم پہونچانے والا
خود خدا ہے کسی مخلوق کا بار احسان
اس کی گردن پر نہیں۔ اسیطرح رحیم
جو محنتوں کو ضائع نہ کرے اس کے

خلاف یہ ہی کہ محنت کرتا ہے اور ناکام رہتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رحیمیت کا اظہار دیکھو کیسے واضح طور پر ہوا کوئی لڑائی ایسی نہیں جسمیں فتح نہ پائی ہو۔ تھوڑا کام کرکے بہت اجر پایا ہے بجلی کے کوندے کی طرح فتوحات چمکیں۔ فتوحات الشام فتوحات المصری دیکھو۔ صفحہ تاریخ میں کوئی ایسا انسان نہیں جسنے صحیح معنوں میں کامیابیاں پائی ہوں جیسے کامیابیاں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ملیں۔ پھر مالک یوم الدین جزا و سزا کا مالک اچھے کام کرنے والوں کو جزا دیجاوے اگرچہ کامل طور پر یہ آخرت کے لئے ہے اور سب قومیں جزا و سزا کو آخرت ہی پر ڈالتی ہیں مگر خدا نے اسکا نمونہ اسلام کے لئے اس دنیا میں رکھا ابوبکر رضی اللہ عنہ جو دوپہر کی دھوپ میں گھربار مال و متاع چھوڑ کر اُٹھ کھڑا ہوا تھا اور جس نے ساری جائیداد کو بیچکر کہدیا کہ [illegible] بر باد باشد سب سے انقطاع کرکے ساتھ ہی ہو لیا تھا اُس نے یہ مزہ پایا کہ آپ کے بعد سب سے پہلا خلیفہ بلافصل یہی ہوا حضرت عمر رضی اللہ عنہ جو صدق و اخلاص سے بھر گئے تھے انہوں نے یہ مزہ پایا کہ ان کے بعد خلیفہ ثانی ہوئے غرض اسی طرح پر ہر ایک صحابی نے پوری عزت پائی۔ قیصر و کسرا کے اموال اور شاہزادیاں ان کے ہاتھ آئیں لکھا ہے ایک صحابی کسرا کے دربار میں گیا ملازمان کسرا نے سونے چاندی کی کرسیاں بچھوا دیں اور اپنی شان و شوکت دکھائی اُس نے کہا کہ ہم اس مال کے ساتھ فریفتہ نہیں ہوئے ہمکو تو وعدہ دیا گیا ہے کہ کسرا کے کڑے بھی ہمارے ہاتھ آجائیں گے۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وہ کڑے ایک صحابی کو پہنا دئے تاکہ وہ پیشگوئی پوری ہو۔

مذہب اسلام چونکہ اعتدال پر واقع ہوا ہے اس لئے اللہ تعالی نے تعلیم یہی دی ہے اور مغضوب اور ضالین سے بچنے کی ہدایت فرمائی ہے۔ ایک سچا مسلمان نہ مغضوب ہوسکتا ہے نہ ضالین کے زمرہ میں شامل ہوسکتا ہے مغضوب وہ قوم ہے جس پر خدا تعالی کا غضب بھڑکا چونکہ وہ خود غضب کرنے والے تھے اسلئے خدا کے غضب کو کھینچ لائے اور وہ یہودی ہیں اور ضال سے مراد عیسائی ہیں۔

غضب کی کیفیت قوت سبعی سے پیدا ہوتی ہے اور ضلالت وہمی قوت سے پیدا ہوتی ہے اگر وہمی قوت حد سے زیادہ محبت سے پیدا ہوتی ہے بے جا محبت والا انسان بہک جاتا ہے حبك الشيء يعمي ويصم اس کا مبدء اور منشا رقوت وہمی ہے۔ اسکی مثال یہ ہے کہ چادر کو بیل سمجھتا ہے اور رسی کو سانپ بناتا ہے یہی وجہ ہے کہ کسی شاعر نے اپنا معشوق ایسا قرار نہیں دیا جو دوسروں سے بڑھکر نہ ہو ہر ایک کے واہمہ نے نئی تصویر ایجاد کی۔

قوت بہیمی میں جوش ہوکر انسان جادۂ اعتدال سے نکل جاتا ہے چنانچہ غضب کی حالت میں درندہ کا جوش بڑھجاتا ہے مثلاً کتا پہلے آہستہ آہستہ بھونکتا ہے پھر کوٹھا سر پر اُٹھا لیتا ہے آخرکار درندے طیش میں آکر نوچتے اور پھاڑ کھاتے ہیں یہود نے بھی اسیطرح ظلم و تعدی کی بُری عادتیں اختیار کیں اور غضب کو حد تک پہونچا دیا آخر خود مغضوب ہوگئے۔ قوت وہمی کا جب استیلا ہوتا ہے تو انسان رسی کو سانپ بناتا اور درخت کو ہاتھی بتلاتا ہے اور اسپر کوئی دلیل نہیں ہوتی یہ قوت عورتوں میں زیادہ ہوتی ہے اسی واسطے عیسائی مذہب اور بت پرستی کا بڑا سہارا عورتیں ہیں۔ غرض اسلام نے جادۂ اعتدال پر رہنے کی تعلیم دی جسکا نام الصراط المستقیم ہے۔

میں اب چند فقرے عربی میں سناؤنگا کیونکہ مجھے خدا تعالی نے مجمع میں کچھ عربی فقرے بولنے کا حکم دیا تھا پہلے میں نے خیال کیا کہ شاید کوئی اور مجمع ہوگا جسمیں یہ خدا کی بات پوری ہو مگر خدا تعالی مولوی عبد الکریم صاحب کو جزائے خیر دے کہ انہوں نے تحریک کی اور اس تحریک سے زبردست قوت دل میں پیدا ہوئی اور امید ہے کہ اللہ تعالی کا وعدہ اور نشان آج پورا ہو۔

حضرت مولوی عبد الکریم صاحب کی دوسری تحریک

حضرت اقدس نے یہ خطبہ یہانتک فرمایا تھا اور قریب تھا کہ عربی خطبہ شروع کر دیتے کہ حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب نے عرض کیا کہ حضور! کچھ جماعت کے باہمی اتفاق و محبت پر بھی فرمایا جاوے اسپر حضرت اقدس نے پھر مندرجہ ذیل تقریر کی۔

مختصر تقریر باہمی خلت و اخوت پر

جماعت کے باہم اتفاق و محبت پر میں پہلے بہت دفعہ کہہ چکا ہوں کہ تم باہم اتفاق رکھو اور اجتماع کرو خدا تعالی نے مسلمانوں کو یہی تعلیم دی تھی کہ تم وجود واحد رکھو ورنہ ہوا نکل جائے گی۔ نماز میں ایک دوسرے کے ساتھ جڑ کر کھڑا ہونے کا حکم اسی لئے ہے کہ باہم اتحاد ہو برقی طاقت کی طرح ایک کی خیر دوسرے میں سرایت کرے گی اگر اختلاف ہو اتحاد نہ ہو تو پھر بے نصیب رہو گے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ آپس میں محبت کرو اور ایک

دوسرے کے لئے غائبانہ دعا کرو۔ اگر ایک شخص غائبانہ دعا کرے تو فرشتہ کہتا ہے کہ تیرے لئے بھی ایسا ہی ہو کیسی اعلےٰ درجہ کی بات ہے اگر انسان کی دعا منظور نہ ہو تو فرشتہ کی تو منظور ہوتی ہے۔ میں نصیحت کرتا ہوں اور کہنا چاہتا ہوں کہ آپس میں اختلاف نہ ہو۔ میں دو ہی مسئلے کر آیا ہوں۔ اول خدا کی توحید اختیار کرو۔ دوسرے آپسمیں محبت اور ہمدردی ظاہر کرو۔ وہ نمونہ دکھاؤ کہ غیروں کے لئے کرامت ہو۔ یہی دلیل تھی جو صحابہ میں پیدا ہوئی تھی کنتم اعداءً فالف بین قلوبکم۔ یاد رکھو تالیف ایک اعجاز ہے۔ یاد رکھو جب تک تم میں ہر ایک ایسا نہ ہو کہ جو اپنے لئے پسند کرتا ہے وہی اپنے بھائی کے لئے پسند کرے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ وہ مصیبت اور بلا میں ہے اُسکا انجام اچھا نہیں۔ میں ایک کتاب بنانے والا ہوں اُس میں ایسے تمام لوگ الگ کردے جائیں گے جو اپنے جذبات پر قابو نہیں پا سکتے۔ چھوٹی چھوٹی باتوں پر لڑائی ہوتی ہے مثلاً ایک شخص کہتا ہے کہ کسی بازی گر نے دس گز کی چھلانگ ماری ہے دوسرا اسپر بحث کرنے بیٹھتا ہے اور اسطرح کینہ کا وجود پیدا ہو جاتا ہے یاد رکھو بغض کا جدا ہونا مہدی کی علامت ہے اور کیا وہ علامت پوری نہ ہوگی وہ ضرور ہوگی تم کیوں صبر نہیں کرتے جیسے طبی مسئلہ ہے کہ جب تک بعض امراض میں قلع قمع نہ کیا جاوے مرض دفعہ نہیں ہوتا میرے وجود سے انشاء اللہ ایک صالحہ جماعت پیدا ہوگی باہمی عداوت کا سبب کیا ہے۔ بخل ہے۔ رعونت ہے۔ خود پسندی ہے اور جذبات ہیں۔ میں نے بتلایا ہے کہ میں عنقریب ایک کتاب لکھونگا اور ایسے تمام لوگوں کو جماعت سے الگ کردونگا جو اپنے جذبات پر قابو نہیں پا سکتے اور باہم محبت و اخوت سے نہیں رہ سکتے جو ایسے ہیں۔ وہ یاد رکھیں کہ وہ چند روزہ مہمان ہیں۔ جب تک کہ عمدہ نمونہ نہ دکھائیں میں کسی کے سبب سے اپنے اوپر اعتراض لینا نہیں چاہتا۔ ایسا شخص جو میری جماعت میں ہو کر میرے منشا کے موافق نہ ہو وہ خشک ٹہنی ہے اُسکو اگر باغبان کاٹے نہیں تو کیا کرے خشک ٹہنی دوسری سبز شاخ کے ساتھ رہ کر پانی تو چوستی ہے مگر وہ اُسکو سرسبز نہیں کر سکتی بلکہ وہ شاخ دوسری کو بھی لے بیٹھتی ہے۔ پس ڈرو میرے ساتھ وہ نہ رہیگا جو اپنا علاج نہ کرے گا چونکہ یہ سب باتیں میں کتاب میں مفصل لکھونگا۔ اس لئے اب میں چند عربی فقرے کہہ کر فرض ادا کرتا ہوں۔

اس کے بعد حضرت اقدس نے عربی خطبہ پڑھنا شروع کیا اس کے متعلق باقی حالات آئندہ لکھے جائیں گے۔ ایڈیٹر

آریوں کو نیک صلاح

من از ہمدردیت گفتم تو ہم خود فکر کن باری
خرد از بہر ایں روز ست اے دانا و ہوشیاری

آریہ گزٹ لاہور مطبوعہ ۱۳ر اپریل سنہ ۱۹۱۱ء صفحہ ۱۰ کالم ۳ میں مندرجہ ذیل اشتہار شائع کیا گیا ہے۔

نیوگ

میرے ایک متر ذات کے کھتری عمر چالیس سال پکے آریہ سماجی۔ صحت عمدہ بسبب نہ ہونے سنتان پہلی بیوی میں سے (جو کہ بیمار رہے) کسی ایسے یوگ و دھوا سے یا جس کے ہاں اس کی پتی سے سنتان نہ ہوتی ہو صرف واسطے سنتان اُتپتی کے سوامی جی کی ہدایت کے بموجب نیوگ کرنا چاہتے ہیں۔ اگر کسی آریہ سماجی کے خاندان میں ایسی استری ہو اور وہ استری بھی اس کام کے لئے دھرم انوکول سب طرح طیار ہو تو ذیل کے پتہ پر خط و کتابت فرماویں۔

ایک آریہ سماجی معرفت

کالو رام مسافر

سٹور کیپر ملٹری ورکس سروس میانمیر۔

اس اشتہار کو پڑھکر جسقدر حیرت اور تعجب ہم کو ہوا وہ زبان قلم سے بیان نہیں ہو سکتا۔ اسمیں شک نہیں کہ نیوگ جیسی حیا سوز تعلیم پر آریہ سماج میں اندر ہی اندر برابر عمل درآمد ہو رہا ہے اور ہم اسپر کسی قسم کی نکتہ چینی بھی نہیں کرتے کیونکہ محتسب را درون خانہ چہ کار۔ آریہ سنتان کی اُتپتی کے لئے آریہ بھائی جو چاہیں کریں اُنکا اختیار ہے مگر ایسے کھلے بندوں اشتہار دیکر دوسری عورتوں کو اپنے پاس مباشرت کے لئے بلانا ہمارے خیال میں ایک ایسا فعل ہے جو بعض قانونی دفعات کے نیچے آ سکتا ہے ممکن ہے کہ بعض اولاد کے خواہشمند آریوں کے منہ سے اس اشتہار کو دیکھ کر رال ٹپک پڑے اور اپنے دھن بھاگ سمجھ کر اپنی استریوں کو